ابوسعید حنیف احمد محمود۔برطانیہ

تقریر

تقریر بابت اخلاقیات

وقت 5-7 منٹ

دوسروں کی تکلیف کا احساس

اللہ تعالیٰ قرآنِ کریم میں فرماتا ہے۔

كُنْتُمْ خَيْرَ أُمَّةٍ أُخْرِجَتْ لِلنَّاسِ تَأْمُرُوْنَ بِالْمَعْرُوْفِ وَتَنْهَوْنَ عَنِ الْمُنْكَرِ وَتُؤْمِنُوْنَ بِاللّٰهِ (اٰلِ عمران:111)

کہ تم سب سے بہتر جماعت ہو جسے لوگوں کے فائدہ کے لئے پیدا کیا گیا ہے۔ تم نیکی کی ہدایت کرتے ہو اور بدی سے روکتے ہو اور اللہ پر ایمان رکھتے ہو۔

معزز سامعین! آج میری تقریر کا عنوان ہے۔ دوسروں کی تکلیف کا احساس

اوپر مَتْلُوّ آیت میں اللہ تعالیٰ نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی امت کی چار ذمہ داریوں کا ذکر فرمایا ہے۔ اول: وہ اپنے علم و عمل اور نیکی و تقویٰ میں باقی تمام لوگوں سے بہتر ہوں۔ دوم: وہ بنی نوع انسان کے لئے ہر طرح سے نفع بخش ہوں اور ان کی ہمدردی سے پُر ہوں اور ان کی بھلائی کے لئے کوشاں ہوں۔ سوم: وہ امر بالمعروف کرنے والے یعنی نیکی کا حکم دینے والے ہوں اور نہی عن المنکر یعنی بُرائیوں سے روکنے والے ہوں اور ایسا اعلیٰ درجہ کا نمونہ پیش کرنے والے ہوں کہ انہیں دیکھ کر خود بخود نیکی کی طرف رغبت اور بدی سے نفرت پیدا ہو۔ چہارم: وہ اللہ تعالیٰ پر حقیقی اور دلکش ایمان رکھنے والے ہوں، ایسا ایمان جو انسان کی سفلی زندگی کو جلا ڈالتا ہے اور اس کے اندر ایک نور پیدا کر دیتا ہے اور خدا تعالیٰ کے لئے ہر قسم کی قربانیاں کرواتا ہے۔

حضرت خلیفۃ المسیح الرابع رحمہ اللہ تعالیٰ نے 28 اکتوبر 1984ء کے خطبہ جمعہ میں تمام احبابِ جماعت کے سامنے پانچ بنیادی اخلاق کا نصب العین رکھا جن میں ایک اہم خلق "دوسروں کی تکلیف کا احساس اور اُسے دور کرنا" بیان فرمایا۔ حقیقت یہ ہے کہ یہ ایک بنیادی خُلق ہے اور تمام اخلاق میں اس کا درجہ نہایت عظیم ہے۔ ہمارے پیارے آقا حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ ایمان کے ستّر سے کچھ زائد حصے ہیں جن میں سے سب سے افضل لَا اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہ کا اقرار کرنا ہے اور راستے سے تکلیف دِہ چیز ہٹانا بھی ایمان کا حصہ ہے۔ گویا یہ خُلق ایمان کے اندر داخل ہے اور جس میں ہمدردی خَلق نہیں اُس کا ایمان کامل نہیں۔ دوسروں کو فائدہ پہنچانا اسلام کی روح اور ایمان کا تقاضہ ہے۔

حضرت نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے انسان کی ہمدردی و خدمت کے حوالہ سے مومن کامل کی مثال کھجور کے درخت سے دی اور ایسے دلچسپ انداز میں پیش فرمائی کہ مجلس کے ہر شخص کے ذہن میں بیٹھ گئی۔ پہلے تو پوچھا کہ درختوں میں سے وہ درخت کون سا ہے جس کی کوئی چیز ضائع نہیں ہوتی بلکہ ہر چیز کارآمد ہے۔ صحابہ نے جنگل کے سارے درختوں کے نام گنوا دیئے مگر یہ پہیلی بوجھ نہ سکے۔ حضورؐ نے فرمایا یہ کھجور کا درخت ہے۔ جس کی مثال مومن کے وجود سے دی جاسکتی ہے۔

(بخاری کتاب العلم باب الحیاء فی العلم)

یعنی جس طرح کھجور کا درخت تنِ تنہا میدان یا صحراء میں کھڑا آندھیوں، طوفانوں کے تھپیڑے برداشت کرتا ہے۔ اس کا پودا کچھ تقاضا نہیں کرتا، مگر دھوپ میں سایہ دیتا ہے، پھل بھی دیتا ہے، اس کے پتے بھی کام آتے ہیں اور تنا بھی۔ اسی طرح مومن کا وجود بھی نافع الناس ہوتا ہے۔

یہی ہے عبادت یہی دین و ایماں
کہ کام آئے دنیا میں انساں کے انساں

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی زندگی ایسے واقعات سے بھری پڑی ہے جہاں آپؐ نے بلا تفریق مذہب وملت دوسرے کی تکلیف کا احساس کیا۔

اس بوڑھی عورت کو ذرا نگاہِ تصور میں لائیے، جس سے بوجھ کی وجہ سے چلنا دشوار تھا، مکّہ کی گلیوں میں اُسے بوجھ اُٹھائے چلتا ہوا سب لوگ دیکھ رہے تھے مگر کوئی اس کا بوجھ اُٹھانے کو تیار نہ تھا، وہ ہمارے پیارے آقاؐ ہی تھے جو آگے بڑھے اور اس کا بوجھ اُٹھا کر اُسے منزل تک پہنچایا، وہ سارا راستہ ہمارے آقاؐ کو انجانے میں بُرا بھلا کہتی رہی۔ منزل پر پہنچ کر جب اُسے پتہ چلتا ہے کہ وہ محمدؐ جس کو وہ بُرا بھلا کہتی رہی ہے وہ میرا ایسا محسن ہے تو کلمہ پڑھ کر مسلمان ہو جاتی ہے۔

سیدنا حضرت اقدس مسیح موعود علیہ السلام فرماتے ہیں۔

”آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف دیکھو کہ کس قدر خدمات میں عمر کو گزارا...ایسا ہی سب کو چاہیے کہ خدمتِ خلق کرے۔“

(ملفوظات جلد سوم صفحہ 369-370 جدید ایڈیشن)

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی تمام زندگی بنی نوع انسان کی تکلیف کا اِحساس کرنے اور اُسے دُور کرنے میں گزری۔ یُؤْثِرُوْنَ عَلٰۤی اَنْفُسِهِمْ وَلَوْ كَانَ بِهِمْ خَصَاصَةٌ (الحشر:10) کہ وہ خود اپنی جانوں پر دوسروں کو ترجیح دیتے تھے، کا معراج آپ کی ذاتِ بابرکات میں دکھائی دیتا ہے۔

پہلی وحی کے موقع پر حضرت خدیجہؓ نے گواہی دی کہ اللہ تعالیٰ آپ کو کبھی ضائع نہیں کرے گا کیونکہ آپؐ صلہ رحمی کرتے ہیں، دوسروں کے بوجھ اُٹھاتے ہیں، مہمانوں کی ضیافت کرتے ہیں اور حقیقی ضرورت کے مواقع پر مدد کرتے ہیں۔

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے قلبِ اطہر میں سچی ہمدردی اور محبت کا جذبہ کوٹ کوٹ کر بھرا ہوا تھا۔ ہر آن اِس بات کے خواہش مند رہتے کہ دوسروں کو فائدہ پہنچایا جائے۔ اِس کے لئے دعا بھی کرتے اور ہر ممکن کوشش بھی۔ دوست دشمن سبھی اس بات کے معترف تھے کہ آپؐ مظلوموں کے حامی اور مصیبت زدگان کے سرپرست ہیں۔ ایک غیر مسلم شاعر نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو اس طرح خراجِ عقیدت پیش کیا۔

مرے سینے کی دھڑکن ہیں میری آنکھوں کے تارے ہیں
سہارا بے سہاروں کا خدا کے وہ دُلارے ہیں

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم دعویٰ سے قبل معاہدہ حِلفُ الفضول میں ہمدردیٔ مخلوق کے جذبہ کے تحت ہی شامل ہوئے تھے۔ اس حلف میں اہم شرط یہ تھی کہ ہم مظلوموں کی مدد کریں گے اور حق دار کو اُس کا حق دلائیں گے۔ رسول پاک صلی اللہ علیہ وسلم ہمیشہ اس عہد پر کاربند رہے اور اپنی زندگی کے آخری ایام میں فرمایا کہ اگر آج بھی مجھے اس عہد کی طرف بُلایا جائے تو مَیں لبیک کہوں گا۔ مخلوق کی ہمدردی میں آپؐ کا مقام نورِ آفتاب کی طرح روشن ہے۔

آپؐ کی حیاتِ طیبہ ہمدردی، غم خواری اور رحم وکرم کے واقعات سے معمور نظر آتی ہے۔ کسی ضرورت مند کو دیکھ کر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا دل اس کی مدد کے لئے رحم سے بھر جاتا ہے۔ ایک دفعہ نماز پر جاتے ہوئے ایک ناتجربہ کار بچے کو جانور کی کھال اُتارتے دیکھتے ہیں۔ آپؐ اس کا درست طریق خود کھال اُتار کر اسے سمجھاتے ہیں اور پھر نماز کے لیے تشریف لے جاتے ہیں۔

(ابن ماجہ کتاب الاضاحی باب السلخ)

آپؐ ہمیشہ کمزوروں اور حاجت مندوں کے کام آتے اور فرماتے تھے کہ جب بندہ اپنے کسی بھائی کی مدد کرتا ہے تو اللہ تعالیٰ اس کی مدد فرماتا ہے اور جو کسی مسلمان بھائی کی کوئی تکلیف دور کرتا ہے اللہ تعالیٰ اُس سے قیامت کے روز کی تکلیف دور کرے گا۔

(بخاری کتاب المظالم باب لا یظلم المسلم المسلم:2262)

رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم غرباء کی مدد کے لئے تحریک بھی کرتے تھے اور فرماتے مستحق لوگوں کی ضروریات مجھ تک پہنچاتے رہا کرو۔ ابوسعید خدریؓ بیان کرتے ہیں کہ ایک غریب مسجد میں آیا۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے صدقہ کی تحریک فرمائی کہ لوگ کچھ کپڑے صدقہ کریں۔ لوگوں نے کپڑے پیش کر دیئے۔ حضورؐ نے دو چادریں اس غریب کو دے دیں۔ اس کے بعد آپؐ نے پھر صدقہ کی تحریک فرمائی تو وہی غریب اٹھا اور دو میں سے ایک چادر صدقہ میں پیش کر دی۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اسے بآواز بلند فرمایا کہ اپنا کپڑا واپس لے لو۔

(ابوداؤد کتاب الزکوۃ باب الرجل یخرج من مالہ)

ایک دفعہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نماز پڑھانے کے لئے کھڑے ہوئے۔ ایک بدو آیا اور آپؐ کا دامن پکڑ کر کہنے لگا میرا چھوٹا سا کام ہے ایسا نہ ہو کہ مَیں بھول جاؤں آپؐ میرے ساتھ مسجد سے باہر تشریف لا کر پہلے میرا کام کر دیں۔ آپؐ مسجد سے باہر تشریف لے گئے اور اس کا کام انجام دے کر تشریف لائے اور نماز پڑھائی۔

(ابو داؤد کتاب الادب)

ڈاکٹر گستاو ویل آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی پاکیزہ سیرت کے متعلق لکھتے ہیں جس کا ترجمہ مَیں آپ کے سامنے پیش کرتا ہوں۔ کہتے ہیں کہ

"محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) نے اپنے لوگوں کے لئے ایک روشن نمونہ قائم کیا۔ آپ کے اخلاق پاک اور بے عیب ہیں... آپ کے دروازے ہر کس وناکس کے لئے ہر وقت کھلے رہتے۔ آپ بیماروں کی تیمارداری کرتے اور اُن سے ہمدردی کا اظہار کرتے آپؐ کی شفقت اور فیاضی بے پناہ تھی۔ معاشرہ کی فلاح وبہبود کا فکر بھی ہر وقت آپ کو دامنگیر رہتا۔ باوجود بے شمار تحائف جو آپ کو مختلف طرف سے مسلسل پیش ہوتے رہتے تھے آپ گھر میں بہت کم رکھتے۔ کیونکہ ان کو بھی آپ عوام کا ہی حصہ سمجھتے تھے۔"

(Gustav Weil, Muhmmad and Teachigs of Quran by Johan Davenport, Shaikh Muhammad Ashraf, Kashmiri Bazar Lahore, West Pakistan page 119-120)

صحابہ کرامؓ نے خدمت خلق کی ادائیں پیارے آقا حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم سے سیکھیں۔ حضرت عثمانؓ نے اپنے اموال خدا کی راہ میں بے دریغ خرچ کر کے "غنی" کا خطاب پایا۔ آپؓ نے مسلمانوں کی فلاح وبہبود کے لئے متعدد کام کئے۔ مدینہ کے مسلمانوں کو پانی کی تکلیف سے بچانے کے لئے ایک کنواں خرید کر وقف کر دیا۔ قحط سالی کے زمانہ میں حضرت عثمانؓ اپنے اونٹوں کے قافلوں کے قافلے وقف کر دیا کرتے تھے۔

حضرت سلمان فارسیؓ نہایت محنتی انسان تھے اور اپنے ہاتھ کی کمائی سے رزق حاصل کرنا پسند کرتے تھے۔ آپ کھجور کی شاخوں سے چٹائیاں بُن کر روزی کماتے تھے۔ پانچ ہزار درہم کی رقم وظیفہ یا گزارہ کے طور پر حاصل ہوتی تھی وہ سب غرباء اور مساکین میں خرچ کر دیتے تھے۔

(اصابہ جلد 3 صفحہ 144)

حضرت مسیح موعود علیہ السلام فرماتے ہیں۔

"حضرت ابو بکرؓ نے ایک بڑھیا کو ہمیشہ حلوہ کھلانا وطیرہ کر رکھا تھا۔ غور کرو کہ یہ کس قدر التزام تھا۔ جب آپ فوت ہوگئے تو اس بڑھیا نے کہا کہ آج ابو بکرؓ فوت ہوگیا۔ اس کے پڑوسیوں نے کہا کہ کیا تجھ کو الہام ہوا یا وحی ہوئی؟ تو اس نے کہا نہیں آج حلوا لے کر نہیں آیا اس واسطے معلوم ہوا کہ فوت ہوگیا۔ یعنی زندگی میں ممکن نہ تھا کہ کسی حالت میں بھی حلوا نہ پہنچے۔ دیکھو کس قدر خدمت تھی۔"

(ملفوظات جلد سوم صفحہ 369-370 جدید ایڈیشن)

بنی نوع انسان کی ہمدردی اور حمایت پر نصیحت کرتے ہوئے حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے فرمایا:

"میری تو یہ حالت ہے کہ اگر کسی کو درد ہوتا ہو اور مَیں نماز میں مصروف ہوں۔ میرے کان میں اس کی آواز پہنچ جاوے تو مَیں یہ چاہتا ہوں کہ نماز توڑ کر بھی اگر اس کو فائدہ پہنچا سکتا ہوں تو فائدہ پہنچاؤں اور جہاں تک ممکن ہے اس سے ہمدردی کروں۔ یہ اخلاق کے خلاف ہے کہ کسی بھائی کی مصیبت اور تکلیف میں اس کا ساتھ نہ دیا جاوے۔ اگر تم کچھ بھی اس کے لئے نہیں کر سکتے تو کم از کم دعا ہی کرو۔ اپنے تو درکنار، میں تو کہتا ہوں کہ غیروں اور ہندوؤں کے ساتھ بھی ایسے اخلاق کا نمونہ دکھاؤ اور ان سے ہمدردی کرو۔ لاابالی مزاج ہرگز نہیں ہونا چاہئے۔" "پھر میں دیکھتا ہوں کہ بہت سے ہیں جن میں اپنے بھائیوں کے لئے کچھ بھی ہمدردی نہیں۔ اگر ایک بھائی بھوکا مرتا ہو تو دوسرا توجہ نہیں کرتا اور اس کی خبر گیری کے لئے تیار نہیں ہوتا۔ یا اگر وہ کسی اور قسم کی مشکلات میں ہے تو اتنا نہیں کرتے کہ اس کے لئے اپنے مال کا کوئی حصہ خرچ کریں۔ حدیث شریف میں ہمسایہ کی خبر گیری اور اس کے ساتھ ہمدردی کا حکم آیا ہے بلکہ یہاں تک بھی ہے کہ اگر تم گوشت پکاؤ تو شوربا زیادہ کر لو تا کہ اسے بھی دے سکو۔ اب کیا ہوتا ہے۔ اپنا ہی پیٹ پالتے ہیں لیکن اس کی کچھ پروا نہیں۔ یہ مت سمجھو کہ ہمسایہ سے اتنا ہی مطلب ہے جو گھر کے پاس رہتا ہو۔ بلکہ جو تمہارے بھائی ہیں وہ بھی ہمسایہ ہی ہیں خواہ وہ سو کوس کے فاصلے پر بھی ہوں۔"

(ملفوظات جلد چہارم صفحہ 215)

حضرت بانئ سلسلہ احمدیہ اپنے منظوم فارسی کلام میں اپنی بعثت کا مقصد بیان کرتے ہوئے فرماتے ہیں:۔

مَرا مطلوب و مقصود و تمنّا خدمتِ خلق است
ہمیں کارم ہمیں بارم ہمیں رسمم ہمیں راہم

یعنی میری زندگی کی سب سے بڑی تمنا اور خواہش خدمت خلق ہے۔ یہی میرا کام، یہی میری ذمہ داری، یہی میرا فریضہ اور یہی میرا طریقہ ہے۔
یہی وجہ ہے کہ مخلوقِ خدا سے ہمدردی اور ان کی مصیبتوں کو دور کرنا جماعت احمدیہ کے بنیادی مقاصد میں شامل ہے۔ چنانچہ شرائط بیعت میں شامل ہے کہ
”عام خلق اُللہ کی ہمدردی میں محض للہ مشغول رہے گا اور جہاں تک بس چل سکتا ہے اپنی خداداد طاقتوں اور نعمتوں سے بنی نوع انسان کو فائدہ پہنچائے گا۔“
حضرت مسیح موعود علیہ السلام فرماتے ہیں پس تم جو میرے ساتھ تعلق رکھتے ہو۔ یاد رکھو کہ تم ہر شخص سے خواہ وہ کسی مذہب کا ہو' ہمدردی کرو اور بلا تمیز ہر ایک سے نیکی کرو کیونکہ یہی قرآن شریف کی تعلیم ہے۔ وَ یُطۡعِمُوۡنَ الطَّعَامَ عَلٰی حُبِّہٖ مِسۡکِیۡنًا وَّ یَتِیۡمًا وَّ اَسِیۡرًا (الدھر:9) وہ اسیر اور قیدی جو آتے تھے اکثر کفار ہی ہوتے تھے۔ اب دیکھ لو کہ اسلام کی ہمدردی کی انتہا کیا ہے۔ میری رائے میں کامل اخلاقی تعلیم بجز اسلام کے اور کسی کو نصیب ہی نہیں ہوئی۔“

(ملفوظات جلد چہارم صفحہ 219)

حضرت مفتی محمد صادق صاحب روایت کرتے ہیں کہ حضرت مسیح موعودؑ اکثر فرمایا کرتے تھے کہ
”ہمارے بڑے اصول دو ہیں۔ اول خدا کے ساتھ تعلق صاف رکھنا اور دوسرے اس کے بندوں کے ساتھ ہمدردی اور اخلاق سے پیش آنا۔“

(ذکر حبیب صفحہ 180)

حضرت خلیفۃ المسیح الاول رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں:
”جس طرح سے اللہ تعالیٰ اپنی مخلوق پر رحم کرتا اور شفقت اور پیار کی نگاہ سے دیکھتا ہے تم بھی اس کی مخلوق کے ساتھ سچی محبت اور حقیقی شفقت کرو اور رحم اور ہمدردی کے ساتھ ایک دوسرے کے ساتھ برتاؤ کرو... خدا کی مخلوق کے ساتھ مہربانی' نیکی اور سلوک کرنے میں مسلم' غیر مسلم کی قید اٹھا دو اور تمام بنی نوع انسان سے جہاں تک ممکن ہو احسان کرو۔“

(خطبات نور صفحہ 3)

یہی وہ تعلیم تھی جس کے نتیجہ میں جماعت احمدیہ نے جذبۂ ہمدردی سے سرشار ہو کر سب سے زیادہ توجہ خدمت خلق کی طرف دی۔ چنانچہ خدمت خلق جماعت احمدیہ کی تاریخ کا ایک سنہری باب ہے۔
اس وقت اللہ تعالیٰ کے فضل سے خلافتِ خامسہ کے بابرکت دَور میں جماعتِ احمدیہ خیرِ اُمت بنتے ہوئے دنیا بھر میں بسنے والے انسانوں کی بھلائی کے لئے کام کر رہی ہے۔ جماعت کی تنظیم ہیومینٹی فرسٹ دنیا بھر میں دکھی انسانیت کی خدمت کرنے کی توفیق پا رہی ہے۔

(اِس تقریر کی تیاری میں مکرم حافظ عبد الحمید صاحب کے ایک مضمون سے استفادہ کیا گیا ہے۔ فجزاہ اللہ تعالیٰ)

✡✡✡✡